"التاریخ الکبیر" کا تعارف اور اس میں امام بخاریؒ کا منہج و اسلوب

*رضوان علی بن مقصود علی

**ظہور اللہ الازہری

Abstract

ʿIlm Al Rijāl (*A discipline of Islamic religious studies within hadith terminology in which the narrators of hadith are evaluated*) is a basic and value able discipline in the field of Hadith &Ulūm Al Hadith. All Muhaddithīn are strongly agreed on this fact that non-existence of this discipline of study may permit to any person to say anything at any time in the matter of Hadith. So, ʿIlm Al Rijāl has secured the sayings of Prophet Muhammad PBUH and his companions RA as well as it also provided us biographies of half million *Narrators of Hadith* from the early period of Islam. ImāmBukhārī is a famous and important figure among those Muhaddithīn who provided their services in this discipline. As such ImāmBukhārī compiled many books on Aqā'id , Tafsīr , Hadith and ethics etc, he also wrote almost ten books(*Al Tārīkh Al Kabīr , Al Tārīkh Al Ausat, Al Tārīkh Al Saghīr, Al Kunā, Al Duʿāfā Al Saghīr, Asāmā Al ṣahāba, Kitāb Al Waḥdān, Kitāb Al ʿilal, Al Duʿāfā Al Kabīr, and Al Mashikha*) on ʿIlm Al Rijāl. In this article I'll try to find out and explain the methodology of imam bukhari in his basic and majestic book "Al Tārīkh Al Kabīr" with narration of its value ability, popularity and necessary introduction.

Keywords: ImàmBukhàrî, Al Tàrîkh Al kabîr, Hadîth, ilm Al Rijàl, Manhaj, Sanad

امام بخاریؒ کا تعارف

ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بن المغیرۃ بن بردزبہ جو کہ امام بخاریؒ کے نام سے معروف ہیں جمعہ کے روز 13 شوال 194ھ کو خراسان کے شہر بخارا میں پیدا ہوئے، یتیمی میں پرورش پائی، ابتدائی تعلیم بخارا میں محمد بن سلام بیکندی، محمد بن یوسف بیکندی، عبداللہ بن محمد مسندی اور ہارون بن االاشعث سے حاصل کی اور سولہ سال کی عمر میں تحصیل علم کے لئے دوسرے علاقوں کا رخ کیا۔ آپ نے بخارا، بلخ، مرو، نیشاپور، رے، بغداد، بصرہ، کوفہ، مکہ، مدینہ، مصر اور شام کے محدثین سے درس حدیث لیا اور احادیث قلم بند کیں، اس سلسلے میں آپ کئی بار بغداد تشریف لے گئے۔ زہد و تقویٰ اور خودداری کے پیکر کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا ان میں سے ایک اہم ان کی خداداد حافظہ کی صلاحیت بھی ہے۔ لاکھوں

---

*پی ایچ ڈی ریسرچ سکالر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

**ایسوسی ایٹ پروفیسر، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک سٹڈیز، دی یونی ورسٹی آف لاہور، لاہور

احادیث کے حافظ امام بخاری کا اپنا قول ہے کہ میں نے 1080 اساتذہ سے احادیث لکھیں اور امام بخاری سے سماع کرنے والوں کی تعداد محدثین نے 90،000 سے زائد بیان کی ہے۔ کتب میں امام موصوف کی 24 تالیفات کے نام ملتے ہیں جن میں سے 10 چھوٹی بڑی کتب مطبوع اور متداول ہیں۔ امام بخاری نے عید الفطر کی شب 256ھ کو سمرقند کے قریب ایک بستی خرتنک میں 62 سال کی عمر میں وفات پائی اور وہیں دفن کئے گئے۔[1]

التاریخ الکبیر کا تعارف

کتاب کا نام: امام بخاریؒ نے اپنی اس کتاب کا نام "التاریخ" رکھا ہے، امام بخاری کا قول ہے: وصنفت كتاب التاريخ اذ ذاك عند قبر الرسول صلى الله عليه وسلم فى الليالى المقمرة [2] اور میں نے کتاب "التاریخ" رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک کے قریب بیٹھ کر چاندنی راتوں میں تصنیف کی۔ تاہم امام بخاری کے تلامذہ، دیگر ہم عصر اور بعد میں آنے والے محدثین نے اس کتاب کو "التاریخ الکبیر" کا نام دیا جیسے امام ابن عدیؒ لکھتے ہیں: ورايت فى تاريخ البخارى الكبير [3] اور میں نے (امام) بخاری کی تاریخ کبیر میں دیکھا۔

کتاب کی اہمیت و مقبولیت: التاریخ الکبیر نے ابتداء سے ہی مقبولیت عام حاصل کی امام بخاریؒ کے استاد اسحاق بن راھویہؒ نے جب یہ کتاب دیکھی تو خوشی اور حیرت کا اظہار کیا اور اس کتاب کو اس وقت کے امیر شہر خالد بن احمد الذہلی کو بطور عجوبہ پیش کی تو اس نے بھی اس پر تعجب اور خوشی کا اظہار کیا[4] ابو سہل محمود الشافعی کا قول ہے کہ: سمعت اكثر من ثلاثين عالما من علماء مصر ،يقولون : حاجتنا من الدنيا النظر فى تاريخ محمد بن اسماعيل[5]

حافظ ابو العباس ابن عقدہ کا قول ہے: لو ان رجلا كتب ثلاثين الف حديثا لما استغنى عن كتاب التاريخ تصنيف محمد بن اسماعيل البخارى[6]

اس کتاب کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ شائقین علم میں اس کتاب کی پذیرائی کو دیکھ کر دیگر محدثین نے بھی اپنی تصانیف و تالیفات کا نام "التاریخ" رکھنا شروع کر دیا اور ابن ابی خیثمہ، امام ابن عقدہ اور ابن حبانؒ جیسے جلیل القدر ائمہ نے بھی اس نام سے کتب لکھیں۔

التاریخ الکبیر بحیثیت اصل الاصول: امام بخاریؒ کی زندگی میں اور ان کے بعد آنے والے محدثین نے کسی

نہ کسی صورت میں اس کتاب سے استفادہ ضرور کیا۔ الجامع لاخلاق الراوی وآداب السامع میں خطیب بغدادی نے رجال پر تقریبا 9 کتب کے اسماء ذکر کرنے کے بعد لکھا: ویربیٰ علی ھذہ الکتب کلھا تاریخ محمد بن اسماعیل البخاری[7]

☆ عبد الرحمٰن بن ابی حاتم کی الجرح والتعدیل کے بارے اکثر محدثین کی رائے ہے کہ اس کتاب کا بنیادی ماخذ "التاریخ الکبیر" ہے، امام ابن خیرؒ کا قول ہے: بنی علی خریج البخاری وزاد فیہ عن ابیہ وابی زرعۃ ۔[8]

(ابن ابی حاتم نے اپنی کتاب کی) بنیاد بخاری کی کتاب پر رکھی اور اس میں اپنے والد اور ابو زرعہ سے اضافہ کر دیا۔

امام سخاویؒ ابن ابی حاتم کی کتاب کے حوالے سے فرماتے ہیں: فی مجلدات ماش فیہ خلف البخاری[9]

ابن رجب یوں رقمطراز ہیں: وھو –ای التاریخ کتاب جلیل لم یسبق الی مثلہ لما وقف علیہ ابو زرعۃ وابوحاتم الرازیان ـرحمھما اللہ صنفا علی منوالہ کتابین احدھما: کتاب الجرح والتعدیل والثانی : کتاب العلل[10]

اور وہ یعنی "التاریخ" ایک عظیم کتاب ہے، اس جیسی کتاب پہلے نہیں لکھی گئی جب اس کتاب کو ابو زرعہ رازی اور ابو حاتم رازی رحمھما اللہ نے دیکھا تو انہوں نے اس کے نہج پر دو کتب تصنیف کیں۔ ایک: کتاب الجرح والتعدیل اور دوسری: کتاب العلل۔

☆ امام دار قطنیؒ نے اپنی کتاب میں التاریخ الکبیر سے بھرپور استفادہ کیا ہے عادل بن شکور زرقی لکھتے ہیں: وکتاب الموتلف للدارقطنی اکبر شاھد علی ذلک ففیہ مئات النصوص منقولۃ من التاریخ الکبیر تکون احیانا حرفیۃ[11]

☆ امام ترمذیؒ کا امام بخاری کی کتب اور بالخصوص التاریخ الکبیر سے استفادہ کا انداز باقی محدثین سے منفرد ہے وہ بڑی فراخ دلی سے اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ میں نے امام بخاری کی کتب سے استفادہ کیا ہے: وما کان فیہ من ذکر العلل فی الاحادیث والرجال والتاریخ فھو ما استخرجتہ من کتاب التاریخ ۔[12]

اور اس میں جو کچھ احادیث کی علل، رجال اور تاریخ کے بارے ذکر کیا گیا ہے پس یہ میں نے کتاب التاریخ سے لیا ہے۔

التاریخ الکبیر کی اسناد: التاریخ الکبیر کو امام بخاری سے متعدد لوگوں نے روایت کیا ان میں سے چند مشہور رواۃ کا ذیل میں تذکرہ کیا جائے گا

☆ فضل بن العباس الصائغ: التاریخ الکبیر کے رواۃ میں سے ایک ہیں جن کے بارے امام ابوزرعہ فرماتے ہیں: حمل الیّ الفضل بن العباس المعروف بالصائغ کتاب البخاری ذکر انہ کتبہ من کتاب محمد بن اسماعیل البخاری ---[13]

☆ عبدالرحمٰن بن الفضل بن عبداللہ بن محمد الفسوی: کا امام العقیلی نے یوں تذکرہ کیا ہے: وقال لنا عبدالرحمٰن بن الفضل عن البخاری فی التاریخ الکبیر--[14]

☆ ابواحمد محمد بن سلیمان بن فارس الدلال النیشاپوری: کا تذکرہ امام خلیلی نے الارشاد فی معرفۃ علماء الحدیث میں ترجمہ نمبر 727 کے تحت کیا ہے۔

☆ ابوالحسن محمد بن سہل بن کردی البصری المقری اللغوی: التاریخ الکبیر کے مشہور راوی ہیں انہوں نے التاریخ کا سماع امام بخاری سے 246ھ کو بصرہ میں کیا اور موجودہ مطبوع کتاب انہی کی روایت ہے[15]

التاریخ الکبیر کے بارے امام بخاری کا اپنا قول ہے: صنفتہ ثلاث مرات[16] امام بخاری وقت کے ساتھ ساتھ کتاب میں کمی واضافہ جات کرتے رہے جس کی وجہ سے مختلف رواۃ کے نسخوں میں کئی جگھوں پر اختلاف پایا جاتا ہے۔ اس اختلاف کے بارے محدثین کی مختلف آراء ہیں لیکن امام عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی نے مقدمۃ الموضح میں اس بات کو یوں ترتیب سے بیان کیا ہے:

- جو نسخہ امام ابن ابی حاتم کے پاس تھا وہ، وہ کتاب تھی جس کو امام بخاری نے اولاتالیف کیا۔
- جس نسخے پر امام خطیب بغدادی نے زیادہ اعتماد کیا وہ احمد بن فارس کا روایت کردہ ہے۔
- اور آخری نسخہ وہ ہے جو امام بخاریؒ کے شاگرد ابن سہل نے روایت کیا ہے۔[17]

کتاب کے مخطوطات: التاریخ الکبیر کے دنیا کی مختلف مکتبات میں مکمل یا کچھ اجزاء کی صورت میں نسخے اور مخطوطات موجود ہیں، قسطنطنیہ میں ابن سہل کا روایت کردہ نسخہ موجود ہے، دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں التاریخ کے شروع کے کچھ اجزاء موجود ہیں، استنبول میں مکتبہ احمد الثالث میں نسخہ موجود ہے، اسی طرح مکتبۃ الازہریہ اور مکتبۃ تشستربتی میں اس کے نسخے موجود ہیں اور ایک نسخہ جس کو نسخہ "کوپریلی" کہا جاتا ہے وہ استنبول میں موجود ہے۔[18]

کتاب کی طبعات و محققین

☆ سب سے پہلے یہ کتاب مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ بحیدر آباد دکن، ہند کے روح رواں عبدا لرحمٰن بن یحییٰ المعلمی اور ان کی ٹیم کی کاوشوں سے مرحلہ وار طبع ہو کر منظر عام پر آئی۔ اولاً ساتویں جلد 1360ھ اور آٹھویں جلد 1361ھ میں مذکورہ ادارہ کی طرف سے طبع کی گئی، اس کے بعد پہلی جلد اور دوسری جلد 1362ھ میں اور جلد نمبر تین اور چار 1364ھ میں طبع ہوئیں۔ لیکن پانچویں جلد تقریبا 14 سال بعد 1377ھ اور چھٹی جلد 1378ھ کو شائع کی گئیں اور ان دونوں پر ابن یحییٰ معلمی کی تحقیق بھی نہ ہے[19]

☆ فروری 2001ء میں دار الکتب العلمیۃ بیروت نے التاریخ الکبیر کو مصطفی عبد القادر احمد عطا کی تحقیق کے ساتھ شائع کیا اور اس میں کتاب بیان الخطاء محمد بن اسماعیل البخاری لابن ابی حاتم بھی شامل کر دی گئی ہے[20]

کتاب کی تقسیم اور تراجم کی تعداد: اس کتاب کو امام بخاری نے چار اجزاء میں تقسیم کیا ہے اور ہر جزدو اقسام: القسم الاول اور القسم الثانی میں منقسم ہے اور موجودہ مطبوع کتاب میں ہر جلد ایک قسم پر مشتمل ہے یوں اس کتاب کی کل آٹھ جلدیں بنتی ہیں۔

دائرۃ المعارف ہند سے شائع ہونے والی کتاب کے مطابق تراجم کی تعداد:

الجزالاول۔القسم الاول	جلد1	1-1476
الجزءالاول-القسم الثانی	جلد2	1477-2894
الجزءالثانی-القسم الاول	جلد3	1-1751
الجزءالثانی-القسم الثانی	جلد4	1752-2702
الجزءالثالث-القسم الاول	جلد5	1-1482
الجزءالثالث-القسم الثانی	جلد6	1483-3267
الجزءالرابع-القسم الاول	جلد7	1-1916
الجزءالرابع-القسم الثانی	جلد8	1917-3452
کل تراجم		12319

التاریخ الکبیر میں امام بخاری کا منہج و اسلوب

التاریخ الکبیر میں امام بخاری نے رواۃ کو مناسب حد تک مختصر تعارف کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہ بات واضح رہے کہ امام بخاری نے اس کتاب میں اپنے منہج و اسلوب کو تفصیل کے ساتھ کسی جگہ بھی واضح نہیں کیا، تاہم آپ نے کتاب کے آغاز میں نبی اکرم ﷺ کا تذکرہ کرنے کے بعد فرمایا:

هذه الاسامى وضعت على : ا،ب،ت ،ث وانما بدى بمحمد من بين حروف ا،ب،ت،ث لحال النبى ﷺ لان اسمہ محمد ﷺ فاذا فرغ من المحمدين ابتدیء فى الالف ثم الباء ثم التاء ثم الثاء ثم ينتهى بها الى آخر حروف ا،ب،ت،ث وهى ى ۔ والميم تجيئک فى موضعها ، ثم هؤلاء المحمدون على ا،ب،ت،ث على اسماء آبائهم لانها قد كثرت الا نحو من عشرة اسماء فانها ليست على ا،ب،ت،ث لانهم من اصحاب النبى ﷺ[21]

ان اسماء کو میں نے الف، ب، ت، ث کی ترتیب سے رکھا ہے، اور کتاب کا آغاز (اسم) محمد سے کیا گیا ہے کیونکہ یہ نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی ہے، پس جب تمام محمد نامی اسماء کا تذکرہ مکمل ہو گیا تو میں نے الف سے ابتداء کی پھر یاء پھر تاء پھر ثاء اور اسی طرح الف، ب، ت، ث کے آخری حرف تک جو کہ یاء ہے۔ اور میم اپنے مقام پر ہی آئے گی۔ پھر یہ تمام رواۃ جن کا نام محمد ہے یہ ان کے آباء کے ناموں میں الف بائی ترتیب سے مرتب ہیں کیونکہ یہ کافی زیادہ تھے، تاہم دس کے قریب اسماء الف بائی ترتیب کے بغیر ہی ہیں کیوں کہ وہ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ کے اسماء ہیں۔

عبداللہ بن یوسف الجدیع کا موقف ہے کہ التاریخ الکبیر میں امام بخاری نے باقاعدہ طور پر اپنا منہج واضح نہیں کیا بلکہ اس کو قاری کے لئے چھوڑ دیا ہے کہ وہ اس سے کس طرح استفادہ کرتا ہے، امام بخاری نے اس میں رواۃ کی تعدیل کا زیادہ اہتمام نہیں کیا اور بہت کم ایسی جگہیں ہیں جہاں آپ نے رواۃ کی تعدیل کے لئے خاص الفاظ استعمال کئے ہوں، تاہم انہوں نے مجروح رواۃ پر جرح کرنے یا جرح کا ذکر کرنے کا اہتمام ضرور کیا ہے[22]

امام بخاری کا اپنا قول ہے کہ: هولاء لم يفهموا كيف صنفت كتاب التاريخ ولا عرفوه[23]

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ امام نے التاریخ میں دقیق منہج اختیار کیا ہے اسی وجہ سے ان کے ہم عصر کچھ محدثین نے التاریخ الکبیر پر تنقید بھی کی ہے جس کی ایک اہم وجہ امام موصوف کے منہج اور اصطلاحات سے عدم واقفیت ہے۔ درج ذیل سطور میں کتاب کے منہج کو واضح کرنے کی سعی کی جارہی ہے:

کتاب کی مجموعی ترتیب اور منہج

☆ امام بخاری نے کتاب کا آغاز نبی اکرم ﷺ کے نام محمد ﷺ سے کیا ہے، اور آپ ﷺ کے نام کی مناسبت سے امام بخاری نے ان تمام رواۃ جن کا نام محمد سے شروع ہوتا ہے ان کو کتاب میں سب سے پہلے ذکر کیا ہے۔

☆ اس کتاب میں سب سے پہلی نص، مسند حدیث ہے جس میں نبی مکرم ﷺ کے نبوت کے لئے انتخاب کا تذکرہ ہے۔

☆ اس کے بعد امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت محمد ﷺ کا نسب نامہ حضرت آدم علیہ السلام تک بیان کیا ہے۔

☆ اس کے بعد نبی مکرم ﷺ کی کنیت، مکہ اور مدینہ میں قیام، ہجرت مدینہ، نزول وحی اور وقت وفات آپ کی عمر مبارک کا بیان ہے۔

☆ پھر امام بخاری نے کتاب میں ترتیب کا منہج بتایا ہے کہ یہ کتاب الف بائی ترتیب سے مرتب ہے اور ایک نام کے متعدد رواۃ کو ان کے آباء کے اسماء میں الف بائی ترتیب سے مرتب کیا گیا ہے۔

☆ اس کے بعد پہلا باب قائم کیا جس میں ان گیارہ صحابہ کا تذکرہ ہے جن کا نام محمد ہے۔

☆ اس کے بعد اس باب "محمد" کی ذیلی ابواب بندی کی ہے جس میں رواۃ کے آباء کے ناموں کو مد نظر رکھ کر ترتیب سے ان کو ذکر کیا ہے۔ "باب محمد" کا پہلا ذیلی باب "باب الالف" ہے جس میں پہلے راوی محمد بن اسامہ بن زید بن حارثہ ہیں اور تیسرے راوی محمد بن ایاس بن البکیر المدینی ہیں۔

☆ امام بخاری راوی کے نام کے صرف پہلے حرف کو ترتیب میں ملحوظ رکھتے ہیں باقی دوسرے یا تیسرے حرف کو ترتیب کے لئے خاطر میں نہیں لاتے۔

☆ باب محمد میں دوسرا ذیلی باب "باب—ب" ہے یوں ترتیب چلتے چلتے اس باب کے آخری ذیلی باب "باب الیاء" تک پہنچ جاتی ہے۔

☆ اس کے بعد امام بخاری نے "باب من افناء الناس" کے نام سے باب قائم کیا ہے اور اس میں ان "محمد" نامی رواۃ کا تذکرہ کیا ہے جن کے صرف نام کا ان کو پتہ تھا اور ان کے آباء واجداد کے اسماء کا علم نہیں تھا۔

☆ باب محمد کے بعد کتاب باقاعدہ اپنی ترتیب سے شروع ہو جاتی ہے۔ "باب الالف" میں پہلا باب "باب ابراہیم" ہے اور "باب ابراہیم" کے ذیلی ابواب "باب الف" سے "باب الیاء" تک ہیں اور آخر میں "باب من افناء الناس" ہے جس میں ابراہیم نامی 5 رواۃ کا تذکرہ ہے جن کے آباء کے اسماء مجہول ہیں۔

☆ "باب ابراہیم" کے بعد "باب اسماعیل" ہے اور اس باب کے ذیلی ابواب "باب الالف سے باب الیاء" تک ہیں اور یہی سلسلہ آخر کتاب تک چلتا ہے۔

☆ التاریخ الکبیر میں منہج کے بارے امام ذہبی کی رائے ہے کہ امام بخاری ہر نام کے الگ باب کے تحت رواۃ کے آباء کے ناموں کو مد نظر رکھ کر قائم کئے گئے ذیلی ابواب میں مزید ایک اور ترتیب کا لحاظ رکھتے ہیں اور یہ ترتیب طبقات کے لحاظ سے ترتیب ہے۔امام موصوف اولاً صحابہ کرام کے اسماء کو ذکر کرتے ہیں پھر تابعین اور ان کے بعد باقی رواۃ کو ترتیب کے ساتھ ذکر کر دیتے ہیں[24]

اختصار کا منہج

امام بخاری نے التاریخ میں اختصار کا منہج اختیار کیا ہے اس کی آپ نے خود وضاحت فرمائی ہے کہ میں نے اس کتاب میں جتنے بھی رواۃ کا ذکر کیا ان میں سوائے چند کے ہر ایک کے بارے میرے پاس ایک تفصیل اور قصہ ہے لیکن میں نے طوالت اور کتاب کے بہت زیادہ ضخیم ہو جانے کو ناپسند کرتے ہوئے ان کو ذکر نہیں کیا[25]

جیسے التاریخ الکبیر میں امام بخاری نے ج:اول کے ترجمہ نمبر 430 میں یوں لکھا:محمد بن عبداللہ الرزی[26]

یہ راوی کا مکمل ترجمہ ہے اور بعض جگہ توراوی کا صرف نام ذکر کرتے ہیں اور اس کی ولدیت وغیرہ اور باقی تفصیلات کا تذکرہ بھی نہیں کرتے۔ مثال: جهم الاسود[27]

راوی کا ترجمہ ذکر کرنے میں منہج

☆ امام بخاری راوی کا نام،اس کے والد اور دادا کا نام ذکر کرتے ہیں۔ مثال: عقیل بن جابر بن عبدالله السلمی الانصاری ---[28]

☆ روای کی کنیت، لقب اور اس کی اس کے قبیلہ یا شہر / ملک کی طرف نسبت کو بیان کرتے ہیں۔
مثال: عتاب بن بشیر ابو الحسن الحرانی سمع خصیفا علی بن بذیمة[29]

☆ امام بخاری رواۃ کے متعدد شیوخ اور تلامذہ کا ذکر بھی کرتے ہیں تاہم کئی جگہوں پر بغرض اختصار راوی کے صرف ایک استاد اور صرف ایک تلمیذ کا ذکر کرنے پر اکتفا کرتے ہیں ۔مثال: الحارث بن عمرو الهذلی ،سمع ابن مسعود روی عنه مسلم بن جندب ،یعد فی اهل المدينة[30]

☆ امام بخاریؒ کے امتیازات میں شامل ہے کہ وہ سماع ولقاء کے مسئلہ کو بہت اہمیت دیتے ہیں التاریخ الکبیر میں بھی بڑے اہتمام کے ساتھ رواۃ کا اپنے شیوخ سے اور رواۃ سے ان کے تلامذہ کے سماع وعدم سماع کا تذکرہ کرتے ہیں اور اس کے لئے عام طور پر وہ" سمع فلاں ، سمع منه ، روی عنه فلاں" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

مثال: •جبر بن حبیب سمع ام کلثوم روی عنه شعبة والجریری حدثه عن البصریین
اور عدم سماع کی مثال: لایعرف لزهیر سماع من علقمة[31]

☆ امام بخاری رواۃ کی وفات اور علاقے کا تذکرہ بھی کرتے ہیں۔مثال: ابان بن عمران الطحان والد عمران ومحمد الواسطی ،مات سنة ثلاث وسبعین[32]

جرح وتعدیل ذکر کرنے میں منہج

امام بخاری راوی کے ترجمہ کے آخر میں بعض رواۃ پر جرح وتعدیل تین طریقوں سے کرتے ہیں:

1۔اپنی طرف سے براہ راست حکم لگاتے ہیں

2۔متقدمین میں سے کسی کی رائے یا قول کو ذکر کرتے ہیں۔(اس میں بسا اوقات ائمہ کا نام لے کر ان کا قول ذکر کرتے ہیں جیسے: وھنہ علی (علی بن المدینی) ، اتھمہ ابن معین ،ترکہ وکیع ، ضعفہ احمد ۔اور کبھی بغیر نام کے۔ جیسے: یتکلمون فیہ ، یتکلمون فی حفظہ ، سکتوا عنہ ، لیس بالقوی عندھم ،ھو لین عندھم)

3۔اور بعض اوقات راوی پر جرح کرنے کی بجائے اس کی روایت پر نقد کرتے ہیں۔

امثلہ:

- محمد بن زاذان ،منکر الحدیث لا یکتب حدیثہ
- الحارث بن شبل عن ام النعمان سمع منہ ھلال بن فیاض لیس بمعروف الحدیث
- حوط، قال عبداللہ بن عبدالوھاب حدثنا خالد ابن الحارث سمع المسعودی سمع حوطا سمع زید بن ارقم قال: لیلۃ القدر لیلۃ تسع عشرۃ وھی لیلۃ القرآن وھذا منکر لا یتابع علیہ[33]

جرح وتعدیل کے الفاظ بطور نمونہ

امام بخاری کے جرح وتعدیل کے الفاظ اور ان سے ان کی خاص مراد تو ایک الگ تحقیقی مقالہ کی متقاضی بحث ہے تاہم یہاں التاریخ الکبیر سے چند الفاظ بطور نمونہ پیش کئے جارہے ہیں:

تعدیل کے لئے الفاظ :صدوق ، ثقۃ ، معروف الحدیث ، مشہور الحدیث اور صدوق حافظ

جرح کے لئے الفاظ: فیہ نظر ، منکر الحدیث لایکتب حدیثہ،لایکتب حدیثہ ، لیس بمعروف الحدیث، ضعیف اور متروک

التاریخ الکبیر میں جرح وتعدیل کا تناسب

☆ التاریخ الکبیر کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میں امام بخاری نے جرح وتعدیل کا زیادہ اہتمام نہیں کیا اور اکثر مقامات پر راوی کا نام ،ولدیت ،نسبت ،علاقہ اور اس کے شیوخ و تلامذہ کا تذکرہ کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ جرح وتعدیل کم ہونے کی وجہ ابن عدی نے یوں بیان کی ہے: مراد البخاری ان یذکر کل راو ولیس مرادہ انہ ضعیف اوغیر ضعیف وانما یرید کثرۃ الاسامی[34]

امام بخاری کا مقصود یہ تھا کہ وہ اس میں ہر راوی کا تذکرہ کر دیں قطع نظر اس سے کہ وہ ضعیف ہے یا غیر ضعیف۔ وہ چاہتے تھے کہ اس میں زیادہ سے زیادہ رواۃ کے ناموں کو محفوظ کر لیا جائے۔

☆ اگر التاریخ الکبیر میں کی گئی جرح وتعدیل کو دیکھا جائے تو یہ بات بھی واضح ہوگی کہ التاریخ الکبیر میں رواۃ کا تذکرہ کرتے ہوئے تعدیل کی نسبت جرح زیادہ ہے۔

الدکتور خالد بن منصور رقمطراز ہیں: من خلال اطلاعی علی کتاب التاریخ الکبیر لاحظت ان نصوص البخاری فی تعدیل الرواۃ وتوثیقھم قلیلۃ جدا بل نادرۃ[35]

اسی طرح عبداللہ بن یوسف الجدیع تحریر علوم الحدیث میں لکھتے ہیں:

امام بخاری نے اس (التاریخ الکبیر) میں تعدیل کو ذکر کرنے کا التزام نہیں کیا۔ یہ بہت کم اور کبھی کبھار ذکر کی ہے تاہم انہوں نے مجروح رواۃ کی جرح کو ذکر کرنے کا التزام ضرور کیا ہے۔[36]

جن رواۃ پر امام بخاری نے سکوت اختیار کیا ان کا حکم

امام بخاری نے التاریخ الکبیر میں بہت سے ایسے راوی ہیں جن پر سکوت اختیار کیا ہے تو اس خاموشی اور سکوت کو مطلقا تعدیل سے تعبیر کرنا درست معلوم نہیں ہوتا بلکہ ایسا راوی ثقہ بھی ہو سکتا ہے اور مجروح بھی۔ عبدالعزیز بن محمد بن ابراہیم لکھتے ہیں: لایعتبر سکوت البخاری وابن ابی حاتم عن توثیق الراوی وتضعیفہ توثیقا لہ ولا جرحا فیہ[37]

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ جس راوی پر امام بخاری سکوت اختیار کریں تو اس کے ثقہ یا ضعیف وغیرہ ہونے کے ہر دو احتمال موجود ہیں اس کو راوی کی کسی خاص ایک حیثیت پر محمول نہیں کیا جائے گا۔

التاریخ الکبیر میں رواۃ کے ترجمہ میں احادیث ذکر کرنے کی حکمت

امام بخاری کا یہ طریقہ ہے کہ وہ کچھ رواۃ کے احوال کا تذکرہ کرتے ہوئے ان کی روایت کردہ ایک یا دو احادیث ایک خاص اور لطیف حکمت کے تحت ذکر کرتے ہیں یوں کتاب میں ان بیان کردہ احادیث وروایات کی تعداد پانچ ہزار سے تجاوز کر گئی ہے۔

عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی کا موقف ہے کہ اس سے امام بخاری کا مقصود اس راوی کے "وھن" کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے، ابن یحییٰ لکھتے ہیں:

فان من شان البخاری ان لا یخرج الخبر فی التاریخ الا لیدل علی وھن راویہ[38]

پس امام بخاری کا یہ طریقہ ہے کہ وہ التاریخ میں جو بھی خبر ذکر کرتے ہیں اس سے ان کا مقصود اس روایت کے راوی کی ثقاہت میں کمزوری کی طرف اشارہ کرنا ہوتا ہے۔

امام بخاری کی احادیث ذکر کرنے کی حکمت کو الدکتور عزیز رشید محمد الدایینی نے زیادہ وضاحت اور صراحت سے بیان کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

بینما کانت عدد الاحادیث التی اوردھا وتکلم علیھا صحۃ و ضعفا وتعلیلا تزید علی خمسۃ آلاف حدیث فنجدہ یقول : ھذا حدیث اصح او لا یصح او لا یثبت او یبین ما فیھا من ارسال او انقطاع او تعارض او وقف او رفع او وصل اوارسال او قلب اسناد او قلب اسم راو او ابدال راو براو او اسناد باسناد ونماذج کثیرۃ جدا، وھو لا یرید الا نقد الرجال فھو المقصود الاول من وراء ایراد ھذہ الاخبار۔[39]

وہ احایث جن کو امام بخاری نے ذکر کیا اور ان پر ان کی صحت، ضعف اور ان کے معلول ہونے کے اعتبار سے کلام کیا، ان کی تعداد پانچ ہزار سے زائد ہے، پس ہم ان کو یوں کلام کرتے ہوئے پاتے ہیں: یہ حدیث زیادہ صحیح ہے، یا یہ حدیث صحیح نہیں ہے، یا یہ ثابت نہیں ہے، یا وہ ان احادیث کی اسناد میں انقطاع، تعارض، وقف (حدیث کا موقوف ہونا)، رفع (حدیث کا مرفوع ہونا)، وصل (حدیث کا موصول ہونا)، ارسال، سند کا تبدیل ہونا، کسی راوی کے نام کا دوسرے راوی کے نام سے تبدیل ہو جانا یا کسی سند کا کسی اور سند سے تبدیل ہو جانے کو واضح کرتے ہیں۔ اس جیسی اس کتاب میں بہت زیادہ مثالیں ہیں پس ان احادیث کو ذکر کرنے میں ان کا اصل مقصد نقد رجال کرنا ہی ہوتا ہے۔

دکتور دایینی نے اسس الحکم میں 25 کے قریب ایسے رواۃ (جن کے ترجمہ میں امام بخاری نے احادیث ذکر ہیں) کا تذکرہ کر کے ہر مقام پر امام بخاری کی روایت ذکر کرنے کی حکمت اور وجہ بیان کی ہے۔

دکتور موصوف کی تفصیلی بحث سے ایک مثال ذیل میں بیان کی جا رہی ہے:

امام بخاری کسی خاص ترجمہ میں حدیث مترجم کا ضعف صراحت سے بیان کرنے کے لئے لاتے ہیں اور وہ اس حدیث کو اپنے موقف کی دلیل کے طور پر پیش کرنے کے ارادہ سے ذکر کرتے ہیں۔ اس کی مثال: محمد بن فرات الکوفی ابو علی التمیمی کی ہے جو محارب سے اور محارب ابن عمر سے اور وہ آگے نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ جھوٹی گواہی دینے والے اپنی جگہ سے ہلنے نہ پائیں گے کہ

ان پر جہنم واجب ہو جائے گی، اس کو یحییٰ بن اسماعیل نے "منکر الحدیث" کہا ہے۔ اور محمد بن فرات، یہ کذاب ہے جیسا کہ تہذیب الکمال میں اس کے ترجمہ میں مذکور ہے اور جھوٹی گواہی کے متعلق اس کی حدیث موضوع ہے اس حدیث کو ابن ماجہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔[40]

نتائج بحث

☆ امام بخاری فن اسماء الرجال کے ایک جلیل القدر امام ہیں۔

☆ التاریخ الکبیر فن اسماء الرجال کی بنیادی کتب میں سے ہے اور یہ علمی حلقوں میں مقبول کتاب ہے۔

☆ جلیل القدر محدثین جیسا کہ امام مسلم بن حجاج، امام دار قطنی، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم، امام نسائی، ابو احمد حاکم، امام ترمذی، امام بیہقی اور ابن حجر عسقلانی رحمھم اللہ نے اپنی کتب تالیف کرتے وقت التاریخ الکبیر سے بھرپور استفادہ کیا۔

☆ التاریخ الکبیر کی متعدد اسناد ہیں جن میں محمد بن سہل کردی اللغوی کی روایت کردہ التاریخ مشہور اور مطبوع ہے

☆ دنیا کی بڑی لائبریریز میں التاریخ الکبیر کے مکمل یا اجزاء کی شکل میں مخطوطات موجود ہیں۔

☆ التاریخ الکبیر کو سب سے پہلے مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدر آباد، دکن ہند نے مرحلہ وار شائع کیا۔

☆ التاریخ الکبیر میں امام بخاری نے دقیق منہج اختیار کیا ہے جس کو اہل فن ہی سمجھ سکتے ہیں۔

☆ کتاب الف بائی ترتیب سے مرتب ہے۔

☆ کتاب میں اختصار کا منہج اختیار کیا ہے اور رواۃ کے احوال کو جمع کرنے کا زیادہ اہتمام کیا گیا ہے

☆ کتاب میں تعدیل کی نسبت جرح زیادہ ہے۔

☆ کتاب میں رواۃ کا تذکرہ کرتے وقت امام بخاری نے کئی مقامات پر متعلقہ راوی کی بیان کردہ احادیث کو بھی ذکر کیا ہے، جس سے امام بخاری کی ایک خاص مراد ہوتی ہے اور اکثر اس سے وہ راوی کے ضعف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

حوالہ جات

1 تفصیل کے لئے دیکھیں:

☆خطیب بغدادی، احمد بن علی ابو بکر، تاریخ بغداد، بیروت لبنان، دار الکتاب العربی، سن ند، ۲:۴

☆سبکی، تاج الدین عبد الوہاب بن علی بن عبد الکافی (771ھ)، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، دار احیاء الکتب العربیۃ، ۲:۲۱۲

☆ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، موسسۃ الرسالۃ بیروت 1403ھ، :۳۹۳

☆القاسمی، جمال الدین محمد الدمشقی، حیاۃ البخاری، بیروت لبنان، دار النفائس، 1412ھ، :۱۶

2 خطیب بغدادی، احمد بن علی بن ثابت، ابو بکر، تاریخ بغداد، بیروت لبنان، دار الکتاب العربی، سن ند، ۲:۷

3 ابن عدی جرجانی، عبد اللہ بن عدی ابو احمد، الکامل فی ضعفاء الرجال، دار لفکر للطباعۃ والنشر والتوزیع، ۲:۸۲۴

4 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲:۷

5 ذہبی، محمد بن احمد بن عثمان، سیر اعلام النبلاء، بیروت، موسسۃ الرسالۃ، 1403ھ، ۱۲:۲۴۶

6 خطیب بغدادی، احمد بن علی بن ثابت، ابو بکر، تاریخ بغداد، ۲:۸

7 ایضا، الجامع الاخلاق الروی وآداب السامع، الریاض، مکتبۃ المعارف، 1403ھ، ۲:۱۸۶۔۱۸۷

8 ابن ندیم، محمد بن ابی یعقوب اسحاق، ابو الفرج، الفہرست، بیروت لبنان، دار الکتب العلمیہ، 1422ھ، :۲۰۶

9 سخاوی، محمد بن عبد الرحمٰن شمس الدین، الاعلان بالتوبیخ لمن ذم التاریخ، بیروت لبنان، دار الکتب العربی، 1399ھ، :۱۱۰

10 ابن رجب الحنبلی، شرح علل الترمذی، اردن، مکتبۃ المنار، 1407ھ، ۱:۳۱۔۳۲

11 زرقی، عادل بن شکور الدکتور، تاریخ البخاری، :۵۰

12 ابن رجب، شرح العلل، ۱:۳۲

13 ابن ابی حاتم، عبد الرحمٰن الرازی، ابو محمد، بیان خطاء محمد بن اسماعیل البخاری فی تاریخہ، حیدر آباد، دکن ہند، مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، 1380ھ، :۲

14 عقیلی، الضعفاء، ۴:۲۹۲

15 بخاری، محمد بن اسماعیل، ابو عبد اللہ، التاریخ الکبیر، حیدر آباد، دکن ہند، دائرۃ المعارف، ۱:۳

16 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲:۷

17 مقدمۃ، موضح لاوہام الجمع والتفریق، ۱:۲۶

18 زرقی، عادل بن شکور الدکتور، تاریخ البخاری، :۳۷۔۳۹

19 بخاری، التاریخ الکبیر، ۷:۴۴۲؛ ۸:۴؛ ۱:۴۶۴؛ ۲:۴۰۰؛ ۳:۵۲۶؛ ۴:۳۷۸؛ ۵:۴۵۶؛ ۶:۵۴۵

20 بخاری، التاریخ الکبیر، دار الکتب العلمیہ بیروت لبنان، فروری 2001ء

21 ایضا، ۱:۱۱

22 الجدیع، عبد اللہ بن یوسف، تحریر علوم الحدیث، بیروت لبنان، موسسۃ الریان للطباعۃ والنشر التوزیع، 1424ھ، ۱:۵۰۶

23 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲:۷

24 ذہبی، سیر اعلام النبلاء، 1403ھ، ۱۱:۱۱۸

25 خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ۲:۸

26 بخاری، التاریخ الکبیر، ۱:۱۴۴

27 ایضا، ۲:۲۳۱

28 ایضا، ۷:۵۲

29 ایضا، ۵۶:۷

30 ایضا، ۲:۲۷۶

31 ایضا، ۱:۲۹۵۔۳۰۷؛ ۲:۲۴۳۔۲۴۵

32 ایضا، ۱:۴۵۵

33 ایضا، ۱:۸۸؛ ۲:۲۷۱۔۲۷۳

34 ابن عدی، الکامل فی ضعفاء الرجال، ۳:۲۶۷

35 خالد بن منصور، الدکتور، الحدیث الحسن لذاتہ ولغیرہ، دار اضواء السلف للنشر والتوزیع، 1426ھ، ۱:۴۱۳

36 الجدیع، تحریر علوم الحدیث، ۱:۵۰۶

37 عبد العزیز بن محمد بن ابراہیم العبد اللطیف، الریاض، ضوابط الجرح والتعدیل، مکتبۃ العبیکان، : ۹۲

38 الصبحی، ابوانس ابراہیم بن سعد، النکت الجیاد المنتخبۃ من کلام شیخ النقاد ذھبی العصر العلامۃ عبد الرحمٰن بن یحییٰ المعلمی الیمانی، الریاض، دار طیبۃ للنشر والتوزیع، المملکۃ العربیہ السعودیۃ، ط1، 2010ء، ۲:۸۸

39 الدابینی، عزیز رشید محمد، الدکتور، اسس الحکم علی الرجال حتی نہایۃ القرن الثالث الھجری، بیروت لبنان، دار الکتب العلمیۃ، 1427ھ: ۱۳۴

40 دابینی، اسس الحکم علی الرجال حتی نہایۃ القرن الثالث الھجری، : ۱۳۴-۱۵۵